الباب الرابع: في أحكام يكثر دورها.

اضافت کے ساتھ اسم کو جو امور حاصل ہوتے ہیں وہ دس ہیں۔ مصنف نے انہیں ذکر کیا ہے، ان میں سے کچھ یہ ہیں: تعریف، تخصیص، تخفیف، مؤنث کا مذکر ہونا، مذکر کا مؤنث ہونا۔ اور انہی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ اسم تین ابواب (مقامات) میں مبنی ہو جاتا ہے:

اِکْتِساب المضاف التذكير بالإضافة و اِكْتِساب المضاف التأنيث

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (7:56)

یقیناًاللہ کی رحمت اہل احسان بندوں کے بہت ہی قریب ہے

نمبر1۔قریب کاذکر رحمت کی تاویل سے ہے خواہ رَحِمَ سے ہو یا ترحَم سے۔

نمبر2۔موصوف محذوف کی صفت ہے یعنی شی قریب۔

نمبر3۔یہ اس لیے کہ رحمت کی تاتانیث غیر حقیقی کی ہے۔

نمبر4۔مذکر کی طرف اضافت کالحاظ کرکے لائے۔

قریب کو بصیغۂ مذکر لانے کی وجہ یا یہ ہے کہ رحمت بمعنی رحم ہے یا موصوف مذکر محذوف ہے یعنی امر قریب۔ یا یوں کہا جائے کہ قربت نسبی سے جو لفظ قریب آتا ہے وہ مذکر ہے اور قرب مسافت سے جو لفظ قریب بنتا ہے وہ مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی (اور یہاں قرب مکانی ہی مراد ہے)

ابو عمرو بن العلاء نے کہا اگر قرابت نسب مقصود ہو تو عورت کے لئے قریبۃ کہا جاتا ہے اور قرب مسافت مراد ہو تو عورت کے لئے بھی قریب بولا جاتا ہے۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

اس میں وجوہ ہیں:

- ان میں سے پہلی یہ ہے کہ رحمت اور رحم ایک ہی شے ہے اور یہ عفو اور غفران کے معنی میں ہیں۔ یہ زجاج نے کہا ہے۔
- ۔اور نضر بن شمیل نے کہا ہے: رحمت مصدر ہے اور مصدر کا حق یہ ہے کہ وہ مذکر ہو،
- ۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت سے احسان کا ارادہ کیا ہے۔اور اس لیے بھی کہ جس کی تانیث حقیقی نہ ہو تو اسے مذکر لانا جائز ہوتا ہے، اسے جوہری نے ذکر کیا ہے۔
- اور یہ قول بھی ہے کہ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے۔یہ اخفش نے کہا ہے۔اور کہا: اسے مذکر لانا جائز ہے جیسے بعض مونث کو مذکر ذکر کیا جاتا ہے۔
- اور فراء نے کہا ہے: جب قریب کا لفظ مسافت کے معنی میں ہو تو اسے مذکر اور مونث دونوں طرح لایا جاتا ہے اور اگر نسب کے معنی میں ہو تو پھر بلا اختلاف مونث لایا جاتا ہے۔
- آپ کہتے ہیں: هذه المراة قريبتي، اى ذات قرابتي اسے جوہری نے ذکر کیا ہے۔

﴿وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا﴾ (21:47)

اگر ہوگا کوئی (عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی تو اسے ہم لے آئیں گے

أنث الضمير في (بها) وهو عائد على مذكر، وهو مثقال؛ لإضافته إلى مؤنث.

مِّنْ خَرْدَلٍ (رائی کا) یہ حَبَّةٍ کی صفت ہے۔اَتَيْنَا بِهَا (ہم اس کو لے آئیں گے) حاضر کر دیں گے۔یہاں ھا ضمیر مثقال کی طرف راجع ہے جو کہ مذکر ہے مگر ضمیر مونث ہے۔تو اس کی وجہ یہ ہے اس کا مضاف الیہ حَبَّةٍ مونث ہے۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

پہلا باب: مضاف مبہم ہو جیسے غیر، مثل، دون اور بین، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے {لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ} اس بناء پر کہ بَيْنَ مبنی علی الفتح فاعل ہے۔

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰي كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰي مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾ (6:94)

(پھران سے کہا جائے گا)اور اب آ گئے ہو نا! ہمارے پاس اکیلے اکیلے' جیسا کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور تم چھوڑ آئے ہو اپنے پیچھے وہ سب کچھ جس میں ہم نے تمہیں لپیٹ دیا تھا اور ہم نہیں دیکھ رہے تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارشی بھی جن کے بارے میں تمہیں زعم تھا کہ وہ تمہارے معاملے میں شریک ہیں اب تمہارے مابین سارے رشتے ٹوٹ چکے اور وہ سب چیزیں تم سے گم ہو گئیں جن کا تم زعم کیا کرتے تھے۔

واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گزرا ہو گیا۔

- اور حضرت ابن مسعودؓ کی قرأت میں ما نصب پر دلالت کرتا ہے تَّقَطَّعَ کا فاعل یا مضمر ہے جس پر کلام سابق دلالت کر رہا ہے۔ یا بَيْنَ کا موصوف محذوف ہے اور وہی تَّقَطَّعَ کا فاعل ہے یعنی تَّقَطَّعَ ما بَيْنَكُمْ: ٹوٹ گیا وہ تعلق جو تمہارے درمیان تھا وغیرہ وغیرہ۔ اور اس میں سوائے نصب کے کوئی اور جائز نہیں۔ کیونکہ تم نے جسے قطع کیا ہے اس کو ذکر کر دیا ہے اور وہ ما ہے
- تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ ' کے الفاظ آئے ہیں۔ ان میں فاعل حذف ہے، یعنی 'تَقَطَّعَ الْحَبْلُ بَيْنَكُم ۔ ٹوٹ گئی رسی تمہارے درمیان۔ اس میں اشارہ شرکاء کی طرف ہے یعنی یہ سب ہوا ہو جائیں گے۔ یعنی ہمارے شریک ٹھیرا کر اور قیامت میں انھیں اپنا شفیع سمجھ کر جو گمان کیے بیٹھے تھے، وہ سب ہوا ہو گئے۔
- بین مصدر متضاد المعنی ہے اس کا معنی توڑ بھی ہے اور جوڑ بھی یہ اسم بھی ہے اور ظرف بھی دونوں طرح اس کا استعمال ہے۔
- لَقَدْ تَّقَطَّعَ وَصْلُكُمْ بَيْنَكُمْ : تَّقَطَّعَ کا فاعل وَصْلُ حذف ہے پس یہ ان کے درمیان اور ان کے شرکاء کے درمیان تعلق منقطع ہونے اور ایک دوسرے کو چھوڑنے پر دلیل ہے،

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

جب کہ انہوں نے ان سے برأت اختیار کرلی اور وہ ان کے ساتھ نہ ہوئے۔اور ان کے لیے ان کا مقاطعہ یہ ہے کہ انہوں نے ان سے اپنا رشتہ اور تعلق چھوڑ دیا۔پس تَّقَطَّعَ کے بعد الوَصْلُ کو مضمر کرنا اچھا ہے، کیونکہ کلام اس پر دلالت کرتی ہے۔

- اور یہ بھی کہا گیا ہے:اس کا معنی ہے لَقَدْ تَّقَطَّعَ الاَمْرُ بَيْنَكُمْ : (معاملہ تمہارے درمیان کٹ گیا)۔دونوں معنی باہم مقارب ہیں۔
- اور باقیوں نے لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنُكُمْ رفع کے ساتھ پڑھا ہے اس لیے یہ اسم ظرف نہیں، پس فعل کو اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے لہٰذا اسے رفع دیا گیا۔اور بین کے اسم ہونے کو یہ بات تقویت دیتی ہے کہ اس پر حرف جر داخل ہے۔

بَیْــنَ : راغب اصفہانی کا بیان ہے کہ یہ لفظ دو چیزوں کے مابین اور اُن کے وسط میں خلل (جدائی) ڈالنے کے لئے موضوع ہے۔قال اللہ تعالیٰ "وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا" اور کبھی یہ ظرف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور گاہے بطورِ اسم کے۔ظرف کی مثال ہے قولہ تعالیٰ "لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" اور "تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً" اور "فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ" اور بین ظرفیہ صرف اُن ہی اُمور میں مستعمل ہوتا ہے جن کے لئے مسافت پائی جاتی ہو۔جیسے[1] "بَيْنَ الْبَلَدَيْنِ" یا اُس شے میں تعداد ہو دو سے اُوپر جس طرح "بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ" اور "بَيْنَ الْقَوْمِ" اور یا جو چیز وحدت (ایک ہونا کے معنی میں مقتضی ہوتی ہے اُس کی جانب لفظ بین ظرفیہ کی اضافت صرف اُسی صورت میں ہوگی جب کہ وہ مکرر لایا جائے جس طرح قولہ تعالیٰ "مِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ" اور "فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا" میں آیا ہے۔اور قولہ تعالیٰ "لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ" کی قرأت نصب کے ساتھ لحاظ کی گئی ہے کہ بین یہاں پر ظرف ہے اور رفع کے ساتھ یوں پڑھا گیا کہ وہ اس مقام میں اسم مصدر ہے بمعنی وصل یونہی قولہ تعالیٰ "ذَاتَ بَيْنِكُمْ" اور قولہ تعالیٰ "فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا" یعنی فِرَاقِهِمَا (اُن کی جدائی کا مقام) بھی دونوں اُمور کا احتمال رکھتا ہے۔

دوسرا باب: مضاف مبہم زمان ہو اور اور مضاف الیہ اذ ہو، جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے {وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ} اسے یوم کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

﴿ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ﴾ (1L66)

توجب ہمارا فیصلہ آ گیا تو ہم نے نجات دی صالح کو اور ان کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے اور اس دن کی رسوائی سے (انہیں بچالیا)

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

﴿ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ﴾ (82:19)

جس روز کسی جان کو کسی دوسری جان کے لیے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا' اور امرُ کل کا کل اس دن اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔

تیسرا باب: مضاف مبہم زمان ہو اور مضاف الیہ فعل ہو جو اصل میں مبنی ہو یا عارضی طور پر مبنی ہو، جیسے شاعر کا قول ہے:

اگر مضاف الیہ معرب فعل ہو یا جملہ اسمیہ ہو تو بصریوں نے معرب ہونے کو واجب قرار دیا ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ اس کا مبنی ہونا بھی جائز ہے۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

Lughatul Quran